عقیدۂ حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسرڈاکٹرعبدالرؤف ظفر

جامعہ اسلامیہ بھاولپور

انسان نے جو معاشرتی قوانین بنائے ہیں ان میں صاحب منصب اور بڑے لوگوں کے لئے ادب واحترام (Protocol) کا بھی قانون بنایا جو ان کے حسب مراتب انہیں تحفظ فراہم کرتا ہے اور ہر موقع پر اس کا خصوصی لحاظ رکھا جاتا ہے۔ جتنی بڑی شخصیت ہوگی اتنا ہی بڑا احترام دیا جائے گا۔ مراعات اور سہولتوں کی فراوانی ہوگی۔ خصوصی انتظامات سے نوازا جائے گا۔ یہ سب کچھ ان کے اس منصب کا تقاضا ہے کہ انہیں دوسروں پر فوقیت اور اہمیت دی جائے۔ دنیا کے سبھی نظاموں میں اس کا تذکرہ موجود ہے جس کی بنیاد پر برسراقتدار طبقہ مراعات سے بھرپور فائدہ اٹھاتا ہے۔ اگر انسان اپنی عارضی حاکیت کے دوران یہ سوچ سکتا ہے اور اس کی عملی تنفید کے لئے نہ صرف قانون سازی کرسکتا ہے بلکہ ان پر سختی سے عمل درآمد بھی کراسکتا ہے تو قابل فکر بات یہ ہے کہ وہ رب العالمین جو کائنات کا خالق اور مالک ہے اس کے قبضۂ قدرت میں یہ سب نظام کائنات ہے وہی بادشاہی عطا کرنے والا ہے اور وہی جسے چاہے منصب نبوت سے سرفراز کرے اور جسے چاہے رسالت کی خلعت عطا فرمائے۔ وہ کیوں کر ان کے ادب واحترام کا قانون نہ بنائے گا۔ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین مخلوق انبیائے کرام ہیں ان کے وقار اور عظمت کو تسلیم کرایا اور ان کی عزت وعصمت کو سب انسانوں پر فوقیت دی۔ یہاں تک کہ حضرت محمد ﷺ کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود اپنے ذمہ لیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "واللّٰہ یعصمك من الناس" (۱) (اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں کے شر سے بچانے والا ہے)۔

ویسے تو قرآن مجید کی ایک ایک آیت محمد رسول اللہ ﷺ کے مقام ومرتبہ کی گواہ ہے کہیں اللہ نے آپ ﷺ کی بعثت کو ایمان والوں پر اپنا احسان قرار دیا ہے تو کہیں نبی کریم ﷺ کی اتباع کامیابی اور کامرانی کا راستہ قرار دیا ہے۔ کبھی آپ ﷺ کی زبان سے نکلی ہوئی ہر بات کو اللہ اپنی بات قرار دے رہا ہے تو کہیں آپ ﷺ کی عمومی نبوت اور رسالت کا اعلان کیا جارہا ہے۔ اگر ایک

جگہ آپ ﷺ کے اخلاق وکردار کا تذکرہ ہے تو دوسرے مقام پر آپ ﷺ کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کے اوصاف حمیدہ بیان ہو رہے ہیں۔

قرآن مجید میں آپ ﷺ کے مقام ومرتبہ کے بیان سے پہلے یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اس بات کا جائزہ لے لیا جائے کہ انبیاء کرامؑ کی توہین کرنے والی قوموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کیا سلوک رہا ہے۔قرآن مجید اقوام کے احوال وواقعات معلوم کرنے کا صحیح ترین ماخذ ہے۔قرآن مجید یہ بتاتا ہے کہ ماضی میں جن قوموں نے بھی اپنے انبیاء کی توہین کی اوران کا مذاق اڑایا وہ عذاب الٰہی سے دوچار ہوئے۔اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء کرامؑ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ انہوں نے لوگوں پر اس امر میں کسی قسم کے جبر سے کام نہیں لیا کہ لوگ ان پر ضرور ایمان لائیں۔حق کو قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار انسان کو حاصل ہے۔اگر کوئی فرد یا قوم اللہ تعالیٰ کے نبی کی تعلیمات نہ مانے، اپنے مذہب پر قائم رہے۔لیکن جو نبی پر ایمان بھی نہ لائے اور نبی کی توہین بھی کرے اس کے ساتھ تصادم کی پالیسی اپنائے تو ایسا شخص یا قوم دوہرے جرم کا ارتکاب کرتی ہے۔ ماضی میں جب کسی قوم کی طرف سے کسی نبی کے ساتھ توہین اور تصادم کی انتہا ہوگئی تو اس پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔

قران مجید یہ بھی بتاتا ہے کہ انبیاء کرامؑ کا انکار اوران کی توہین کرنے میں عموماً قوموں کے سرداروں اورامراء کا کردار بہت نمایاں رہا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام:

قوم نوح پر پانی کا عذاب آیا۔آسمان سے بارش برسی اور زمین نے اپنے چشمے ابل دیئے۔قوم پانی کے سیلات میں غرق ہوگئی۔اس قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کو جھوٹا کہا اوران کا مذاق اڑایا۔قرآن مجید بیان کرتا ہے:

"فقال الملأ الذين كفرو امن قومه مانراك الا بشر اوما نراك اتبعك الا الذين هم اراذلنا بادى الراى ومانرى لكم علينا من فضل بل نظنكم كاذبين" (۲)

ان کی قوم کے سردار جنہوں نے انکی بات ماننے سے انکار کردیا تھا بولے: ہماری نظر میں توتم اس کے سوا کچھ نہیں ہو کہ بس ایک انسان ہو ہم جیسے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری قوم میں بس ان لوگوں نے جو ہمارے ہاں رذیل تھے بے سوچے سمجھے تمہاری پیروی اختیار کرلی ہے۔اور ہم کوئی

چیز بھی ایسی نہیں پاتے جس میں تم لوگ ہم سے بڑے ہوئے ہو۔ بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

حضرت ھود علیہ السلام:

حضرت ہود علیہ السلام قوم عاد کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ یہ قوم جسمانی قوت، اپنی عمارتوں کے بلند اور مضبوط ستونوں اور زبردست مملکت کی وجہ سے فخریہ طور پر یہ کہتی تھی۔ " من اشد مناقوة" (۳) (کون ہے ہم سے زیادہ زور آور؟)

اس قوم نے اللہ کے رسول حضرت ہود علیہ السلام کو بے عقل اور جھوٹا کہا۔ ان پر خدا کے نام پر جھوٹ گھڑنے کا الزام لگایا۔ حضرت ہودؑ کو اپنے دیوتاؤں کے غضب میں مبتلا قرار دیا۔

پیغمبر کی توہین کی یہ قوم اللہ کے جس عذاب سے دوچار ہوئی اس کی روئیداد قرآن مجید میں یوں بیان ہوئی ہے۔

"فاخذتهم الصيحة بالحق جعلنا هم غثاء فبعد اللقوم الظالمين" (۴)

''آخر کار ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق ایک ہنگامہ عظیم نے ان کو آلیا اور ہم نے ان کو کچرا بنا کر پھینک دیا۔ دوری ہو ظالم قوم کے لئے''

"وفی عاد اذا رسلنا عليهم الريح اليقيم " (۵) (اور تمہارے لیے نشانی ہے) عاد میں جب کہ ہم نے ان پر ایک ایسی بے خیر ہوا بھیجی کہ جس چیز سے بھی وہ گزر گئی اسے بوسیدہ کر کے رکھ دیا)

حضرت صالح علیہ السلام:

یہ برگزیدہ پیغمبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوم ثمود میں مبعوث ہوئے تھے۔ اس قوم کا مسکن حجاز اور شام کے درمیان وادی قریٰ کا پہاڑی علاقہ تھا۔ ان لوگوں نے بلند پہاڑوں اور ٹھوس پتھروں کو تراش کر اپنے لیے عالیشان عمارات تعمیر کی تھیں۔ ان کے محلات فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ جب اللہ کے پیغمبر کی تکذیب کی تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ " وكانوا ينحتون من الجبال بيوتا امنين فاخذتهم الصيحة مصبحين" (۶) (وہ پہاڑ تراش کر مکان بناتے تھے اور اپنی جگہ بالکل بے خوف اور مطمئن تھے۔ آخر کار ایک زبردست دھماکے نے ان کو صبح ہوتے آلیا)۔

حضرت لوط علیہ السلام:

قوم لوط کا وطن سدوم کا علاقہ تھا۔ اس قوم نے حضرت لوط علیہ السلام کی نہ صرف بات ماننے سے انکار کیا بلکہ ان کی اور ان کے خاندان کی پاکبازی پر بھی حرف گیری کی اور مذاق اڑایا۔ قوم لوط کو ان کے جرائم کی سزا یہ ملی کہ آسمان سے پتھروں کی بارش ان پر برسی اور وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ "وما كان جواب قومه الا ان قالوا اخر جوهم من قريتكم انهم اناس يتطهرون" (۷) (مگر ان کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ "نکالو ان لوگوں کو اپنی بستیوں سے بڑے پاکباز بنتے ہیں یہ)۔

"فلما جاء امرنا جعلنا عاليها سافلها وامطرنا عليها حجارة من سجيل منضود. مسومة عند ربك" (۸) (پھر جب ہمارے فیصلے کا وقت آپہنچا تو ہم نے اس بستی کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا اور اس پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر تابڑتوڑ برسائے جن میں سے ہر پتھر تیرے رب کے ہاں نشان زدہ تھا)۔

حضرت شعیب علیہ السلام:

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم مدین میں آباد تھی۔ اس قوم نے اللہ کے پیغمبر کو طنز و مذاق کا نشانہ بنایا۔ ان کی راستبازی کا تمسخر اڑایا۔ کہتے تھے:

"انك لانت الحليم الرشيد" (۹) (بس تو ہی تو ایک عالی ظرف اور راستباز آدمی رہ گیا ہے)۔ ان کو معاشرے کا کمزور فرد قرار دیا اور انہیں سنگسار کرنے کی دھمکی دی۔

> قالوا يشعيب ما نفقه كثيرا ممّا تقول وانا لنرىك فينا ضعيفا ولو لا رهطك لرجمنك(۱۰)
>
> "انہوں نے کہا اے شعیب! تیری بہت سی باتیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تو ہمارے درمیان ایک بے زور آدمی ہے، تیری برادری نہ ہوتی تو ہم کبھی کا تجھے سنگسار کر چکے ہوتے"

پھر ان پر ایسا عذاب خداوندی آیا کہ یہ لوگ اپنے گھروں میں پڑے رہ گئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وخذت الذين ظلموا الصيحة فاصبحوا في ديارهم جثمين كان لم يغنوا فيها" (۱۱) (اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو ایک سخت دھماکے نے ایسا پکڑا کہ وہ

بے حس وحرکت پڑے کے پڑے رہ گئے۔ گویا وہ کبھی وہاں رہے بسے ہی نہ تھے)۔

حضرت شعیبؑ مدین قوم کی طرف بھیجے گئے تھے انہوں نے بھی جھٹلایا تو ان پر بھی عذاب نازل ہوا۔

"فکذبوہ فاخذھم عذاب یوم الظلۃ انہ کان عذاب یوم عظیم" (۱۲) حضرت شعیبؑ ایک قوم کی طرف بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے بھی جھٹلایا آخر کار چھتری والے دن کا عذاب ان پر آ گیا۔ اور وہ بڑے ہی خوفناک دن کا عذاب تھا)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام:

مصر کے بادشاہ فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ حضرت موسیٰؑ کا مذاق اڑایا۔ انہیں سحر زدہ آدمی کہا۔ جیل میں ڈال دینے کی دھمکیاں دیں ان کی زبان میں لکنت پر پھبتیاں کسیں اور ذلیل وحقیر کہا۔ نتیجۃً فرعون اپنے لشکر سمیت سمندر میں غرق کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "ثم اغرقنا الاخرین" (۱۳) (پھر ہم نے بعد میں آنے والوں کو غرق کر دیا)

اسلام میں رسول اللہ ﷺ کا مقام:

اسلام میں رسول اللہ ﷺ کا مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بلند اور بالا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی ذات نہ صرف وحی الٰہی کی شارح ہے بلکہ شارع بھی ہے۔ آپ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے الفاظ بھی منشائے الٰہی ہیں۔ پیغمبر کی شخصیت ہر قسم کے گناہ اور لغزش سے معصوم ہوتی ہے۔ گناہ اور لغزش سے عصمت صرف اور صرف پیغمبر کو حاصل ہے کسی اور انسان کو نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرنے والے پر رسول اکرم ﷺ کی مکمل اطاعت اور پیروی ضروری ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

"قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" (۱۴)

"(اے نبی لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا"

رسول اکرم ﷺ کی اطاعت ہر لحاظ سے غیر مشروط ہے آپ کے کسی حکم یا فیصلہ میں کسی شخص کی ذاتی پسند یا ناپسند نہیں چلے گی۔

قرآن مجید اس بات کو واضح طور پر بیان کرتا ہے: "فلا وربك لا یؤمنون حتی

یحکموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما" (۱۵) (اے محمد ﷺ) تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کرلیں۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کو اپنی ذات اپنے والدین اور اپنی اولاد ہی نہیں بلکہ تمام انسانوں سے مقدم جانے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم" (۱۶) (بلاشبہ نبی علیہ السلام تو اہل ایمان کے لئے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہیں)

مقام مصطفی ﷺ اور قرآن مجید:

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ادب واحترام کے ضمن میں متعدد مقامات پر واضح احکامات نازل فرمائے اور صحابہ کرام کو یہ تعلیم دی کہ وہ اس کا لحاظ کریں اور آپ ﷺ کی شان میں ذرہ برابر فرق نہ آنے پائے۔

گستاخی رسول ﷺ کے احتمال کے دروازے کی بندش:

"یا یها الذین امنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا للکفرین عذاب الیم" (۱۷)

"اے ایمان والو! تم "راعنا" مت کہا کرو بلکہ "انظرنا" کہا کرو اور خوب غور سے سنا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے"

یہاں اس کی پوری وضاحت اور تفصیل ممکن نہیں، بقول علامہ آلوسی صرف اتنا عرض کرنا ہی کافی ہے "کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ایمان والوں کے لئے اتاری تاکہ مومنین کی طرف سے اہانت رسول کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے اور زبانیں ایسے الفاظ کو بالکل چھوڑ دیں اور بے ادبوں اور گستاخوں سے شاہبت بھی ختم ہو جائے" (۱۸)

تفسیر المنار میں ہے "اہانت رسول کے الفاظ اگرچہ غیر ارادی ہی کیوں نہ ہوں لیکن ان کے ذریعے اس کا دروازہ کھل جائے گا، اس لیے اللہ نے ایسے الفاظ کو بھی منع کر دیا اور اس سلسلے کو بالکل بند کر دیا" (۱۹)

گفتگو میں ادب واحترام کالحاظ:

سورۃ الحجرات کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے ادب واحترام اور تعظیم وتکریم کی تعلیم دیتے ہوئے ارشادفرماتے ہیں: "یایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم یایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھرو الہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون" (۲۰) (اے ایمان والو! اللہ اوراس کے رسول کے سامنے پیش قدمی نہ کرواوراللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ اوراس کے رسول کے سامنے پیش قدمی نہ کرواوراللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے پست رکھواوران کے سامنے اونچی آواز سے نہ بولو جس طرح تم ایک دوسرے سے بولتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں ان کی خبر بھی نہ ہو)

یہ وہ پروٹوکول ہیں، جن کا تذکرہ رب العالمین نے سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت نازل فرمایا اور صحابہ کرامؓ کی جماعت کو اس کا پابند کردیا۔

حرمت رسول ﷺ کا تحفظ مسلمانوں کی ذمہ داری:

"فالذین امنوا بہ وعزروہ و نصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئك ھم المفلحون" (۲۱) (پس جولوگ رسول ﷺ پر ایمان لاتے ہیں اوران کی حمایت کرتے ہیں اوران کی مدد کرتے ہیں اوراس نور کی پیروی کرتے ہیں جوان کے ساتھ بھیجا گیا، ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں)۔

ایک اور جگہ ارشادفرمایا: "لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتو قروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا" (۲۲) (تاکہ ایمان لاؤ اللہ اوراس کے رسول پر اوران کی مدد کرو اوران کی عظمت کا خیال رکھو اور صبح شام اللہ کی پاکیزگی بیان کرو)۔

رسول اللہ ﷺ کو عام لوگوں کی طرح پکارنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: "لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا" (۲۳) (رول اللہ ﷺ کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو)

اس آیت میں آپ ﷺ کے ادب و احترام اور مسلمانوں کو آپ ﷺ کے مقام کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔" آنحضور ﷺ کے بلانے پر حاضر ہونا فرض ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ کا بلانا اوروں کی طرح نہیں کہ چاہے اس پر لبیک کہے یا نہ کہے۔ اگر حضور ﷺ کے بلانے پر حاضر نہ ہو تو آپ ﷺ کی بددعا سے ڈرنا چاہیے۔ کیونکہ آپ کی دعا معمولی انسانوں جیسی نہیں۔ نیز مخاطبات میں حضور ﷺ کے ادب و عظمت کا پورا خیال رکھنا چاہیے، عام لوگوں کی طرح یا محمد وغیرہ کہہ کر مخاطب نہ کیا جائے بلکہ یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ جیسے تعظیمی القابات سے پکارنا چاہیے"(۱-۲۳)

ایذاءِ رسول ﷺ کی سزا:

"ان الذین یؤذون اللّٰہ ورسولہ لعنھم اللّٰہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مھینا" (۲۴) (بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے۔ اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے)۔

گستاخ رسول پر دنیاوی لعنت یہی ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے اس لیے کہ وہ ناقابل معافی جرم کا مرتکب ہوا ہے اور آخرت میں عذاب میں مبتلا ہوگا۔

حرمت رسول ﷺ بزبان رسول ﷺ:

آپ ﷺ کی حرمت میں بے شمار ارشاداتِ نبوی کتب احادیث میں موجود ہیں۔ ان میں سے چند پیش خدمت ہیں۔

گستاخِ رسول کی سزا موت:

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من سب نبیاً قتِلَ ومن سبّ اصحابہ جلد" (۲۵) (جس نے نبی کو بُرا بھلا کہا وہ قتل کیا جائے گا اور جس نے اصحاب رسول کو بُرا بھلا کہا اسے کوڑے مارے جائیں گے)

حضرت عمرؓ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جو رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا تھا تو آپؓ نے فرمایا: "من سب اللّٰہ او سب احداً من الانبیاء فاقتلوہ" (۲۶) (جس نے اللہ کو یا انبیاء میں سے کسی کو بُرا بھلا کہا پس اسے قتل کر دو) گستاخِ رسول ﷺ پر دنیاوی لعنت یہی ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وہ پھٹکارے ہوئے ہیں جہاں پائے جائیں پکڑے جائیں اور بری طرح قتل کیے جائیں"۔(۲۷)

یہی حدیث شریف قاضی عیاض نے اپنی مکمل سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے(۲۸)

مسلمان اپنے آقا و مولا حضور سرور عالم ﷺ کے نام و ناموس پر مر مٹنے اور اس کی خاطر دنیا کی ہر چیز قربان کرنے کو اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتے ہیں۔ اس پر تاریخ کی کسی جرح سے نہ ٹوٹنے والی ایسی شہادت موجود ہے جو ایک مسلمہ حقیقت بن چکی ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو خواہ وہ ایشیا ہو یا یورپ، افریقہ ہو یا کوئی اور خطۂ ارض، جہاں بھی اقتدار حاصل رہا وہاں کی عدالتوں نے اسلامی قانون کی رُو سے شاتمان رسول اللہ ﷺ کو سزائے موت کا فیصلہ سنایا۔ اس کے برعکس جب کبھی یا جہاں کہیں ان کے پاس حکومت نہیں رہی، وہاں جانثاران تحفظ ناموس رسالت نے غیر مسلم حکومت کے رائج الوقت قانون کی پروا کیے بغیر گستاخان رسول ﷺ کو کیفر کردار تک پہنچایا اور خود ہنستے مسکراتے تختہ دار پر چڑھ گئے۔

برصغیر پاک و ہند میں برطانوی دور استعمار سے قبل، حتیٰ کہ مغل شہنشاہ اکبر کے سیکولر دور میں بھی شاتم رسول ﷺ راج پال کو سزائے موت دی گئی۔ لیکن جب اس ملک پر سازشوں کے ذریعے انگریزوں کا غاصبانہ قبضہ ہوا تو انہوں نے توہین رسالت ﷺ کے اس قانون کو یکسر موقوف کر دیا۔ پھر انگریز حکومت ہی کی شہ پر جب ہندوؤں، آریہ سماجیوں اور مہاسبھائیوں نے مسلمانوں کی دل آزاری کرتے ہوئے پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی پر حملے کرنے شروع کر دیے تو مسلمانوں نے شاتمان رسول ﷺ کو قتل کر کے، اقرار جرم کرتے ہوئے دار و رسن کی روایت کو از سرِ نو زندہ کیا(۲۹)

ایمان کی حلاوت محبت رسول ﷺ کے بغیر ممکن نہیں:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ایمان کی حلاوت اسی کو نصیب ہوگی جس میں تین باتیں پائی گئیں۔ ایک یہ کہ اللہ و رسول کی محبت اس کو تمام سے زیادہ ہو، دوسرے یہ کہ جس آدمی سے بھی اس کو محبت ہو صرف اللہ ہی کے لیے ہو اور تیسرے یہ کہ ایمان کے بعد کفر کی طرف پلٹنے سے اس کو اتنی نفرت اور اذیت ہو جیسی کہ آگ میں ڈالے جانے سے ہوتی ہے(۳۰)۔

رسول اللہ ﷺ کی محبت سب انسانوں سے بڑھ کر ہے:

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "لا یؤمن أحدكم حتى أكون أحب اِليه من والده و ولده والناس اجمعين" (۳۱) (تم میں کوئی اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں بڑھ کر عزیز نہ ہوجاؤں)

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کو عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی، میں آپ کو سوائے اپنی جان کے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں۔

اس پر نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ کو فرمایا: "لن يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من نفسه" (۳۲) (تم میں سے کوئی اس وقت تک ہرگز مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہوجاؤں)۔

اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ پر قرآن مجید نازل کیا۔ آپ ﷺ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز و محبوب ہیں۔

اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "الان يا عمر" (۳۳) (ہاں اب ٹھیک ہے اے عمر)

نبی کریم ﷺ کا حق سب انسانوں سے زیادہ:

حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی ایمان والا ایسا نہیں جس کے لیے میں دنیا اور آخرت میں سارے انسانوں سے زیادہ اولیٰ ار اقرب نہ ہوں۔ اگر تمہارا دل چاہے تو اس کی تصدیق کیلئے قرآن کی یہ آیت پڑھ لو "النبی اولی بالمومنین" (۳۴) (نبی علیہ الصلاۃ والسلام مومنین کو سب سے بڑھ کر عزیز ہیں)

مسلمانوں کی کامیابی رسول اللہ ﷺ کی محبت سے مشروط:

حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ ایک شخص خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم نے اس کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟" انہوں نے عرض کیا کہ میں نے بہت سی نمازیں، روزے اور صدقات تو اکٹھے نہیں کیے لیکن میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اسی کے ساتھ ہوگے جس

سے تم محبت رکھتے ہو" (۳۵)

حقیقت تو یہ ہے کہ ہر پیغمبر کو اپنی امت کے بلکہ ہر مقتدا کو اپنے پیروکاروں کے ساتھ ایک خاص قسم کی شفقت کا تعلق ہوتا ہے جس طرح کہ ہر شخص کو اپنی اولاد کے ساتھ ایک خاص تعلق ہوتا ہے جو دوسرے انسانوں کے ساتھ نہیں ہوتا، اور اس تعلق کی وجہ سے ان کی قدرتی خواہش یہ ہوتی ہیکہ وہ اللہ کے عذاب سے چھٹکارا پائیں اور اس شفقت و رافت میں رسول اللہ ﷺ سب پیغمبروں سے بڑھے ہوئے ہیں اور اس لیے قدرتی طور پر آپ ﷺ کی یہ بڑی خواہش ہیجو مختلف موقعوں پر بار بار آپ ﷺ سے ظاہر ہوئی کہ آپ ﷺ کی امت دوزخ میں نہ جائے اور جن کی بدعملی اس درجہ کی ہو کہ ان کا دوزخ میں ڈالا جانا اور کچھ عذاب پانا ناگزیر ہو ان کو کچھ سزا پانے کے بعد نکال لیا جائے چناچہ مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی خواہش کو پورا فرمائیں گے اور آپ ﷺ کی شفاعت سے بہت لوگ جہنم سے بچ جائیں گے اور بہت سے ڈالے جانے کے بعد نکال لیے جائیں گے۔

پیغمبر اسلام کی توہین، کفار و مشرکین کا قدیم حربہ:

نبی مکرم ﷺ کے اعلیٰ اخلاق، بلند پایہ تعلیمات اور حسن تعامل سے متاثر ہو کر لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے اور مسلمانوں کی تعداد روز بروز بڑھنے لگی تو قریش مکہ کو پریشانی ہوئی۔ علمی و تحقیقی میدان اور دلائل کی دنیا میں تو وہ مقابلہ نہ کر سکے اور ناکام ہو گئے تو انہوں نے بھی وہی حربہ اختیار کیا تھا، جس کا سہارا آج کے دشمن اسلام نے لیا ہے۔ مشرکین مکہ نے آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کرام کو ایذا رسانی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، ہر طرح کی تکلیفیں دیں۔ اہل ایمان کو اسلام سے برگشتہ کرنیکے لیے ہر حربہ استعمال کیا۔ مگر اسلام پھیلتا ہی چلا جا رہا تھا اور جمال رسالت کی روشنی ہر سو اپنا حلقہ بنا رہی تھی۔

بالآخر نورِ نبوت کے راستے روکنیکے لیے مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ ایک کمیٹی صرف اس مقصد کے لیے بنائی گئی کہ دور دراز سے جو لوگ آ کر حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں، انہیں کسی طریقے سے روکا جائے۔ ابولہب اس کمیٹی کا سربارہ تھا اور دیگر ۲۴ افراد اس کے ممبر تھے۔ ان کے پہلے اجلاس میں یہ مسئلہ زیرِ بحث آیا کہ ہم لوگوں کو کیا کہہ کر محمد ﷺ سے بدظن اور دور کریں۔

ایک نے مشورہ دیا کہ ہم انہیں بتائیں گے کہ یہ شخص کاہن ہے۔ ولید بن مغیرہ نے جو اس

میٹنگ کا صدر تھا، اس سے اتفاق نہ کیا کہ لوگ جانتے ہیں کاہنوں سے محمد ﷺ کو کیا نسبت۔ اس کا کلام تو بہت اعلیٰ و بالا ہے۔

تیسری تجویز آئی کہ اسے شاعر کہا جائے۔ ولید نے کہا ہم عرب لوگ شعر و شاعری اور اصناف سخن کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ لوگ ہماری اس رائے سے بھی اتفاق نہیں کریں گے۔

چوتھا خیال تھا کہ اسے جادوگر کہہ کر تعارف کرایا جائے۔ ولید نے یہ کہہ کر اسے مسترد کر دیا کہ محمد ﷺ جس نفاست اور نظافت اور سلیقے سے رہتے ہیں، لوگ اسے جادوگر مانیں گے؟ جادوگروں کی منحوس صورتوں اور عادتوں سے لوگ واقف ہیں۔ یہ بات نہیں بن سکے گی۔

بالآخر ولید بن مغیرہ کی رائے پر ہی اتفاق ہوا کہ محمد ﷺ کو ہر ہر بات پر دق کیا جائے۔ ہنسی اڑائی جائے۔ تمسخر و استہزاء سے اس کی توہین کی جائے۔ اس کے ماننے والوں کا مذاق اڑایا جائے اور ہر طرح سے ایذاء پہنچائی جائے۔ ان کی نقلیں اتاری جائیں، آوازیں کسی جائیں۔ حضور کے وعظ کے دوران شور و شغب کیا جائے اور منہ چڑائے جائیں۔

اس صورت حال میں بھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا (فاصدع بما تؤمرو اعرض عن المشرکین انا کفینك المستهزئین) (۳۶) (اے محمد ﷺ جو حکم تجھے دیا گیا ہے اسے صاف صاف بیان کرتے رہو۔ ان مشرکین سے صرف نظر کرو۔ ہم خود تیری طرف سے تمسخر اڑانے والوں سے نمٹ لیں گے)

کتب سیرت میں اس کمیٹی کے جن جن لوگوں کے نام اور حالات ملتے ہیں، ان میں سے ہر ایک کا انجام انتہائی بدترین ہوا، انہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمیشہ کے لیے عبرت کا نشان بنا دیا۔

(باقی آئندہ شمارہ میں ملاحظہ کیجئے)

☆☆☆☆☆